© rasailojaraid.com

زیر تفسیر آیت میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ بنی اسرائیل کے ان لوگوں کو دوبارہ زندہ کیا گیا، تو انہیں شکر الٰہی بجا لانے کی تلقین فرمائی گئی۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے اوپر جب پہاڑ کو اٹھایا گیا، تب ان پر بھی یقین کی کیفیت تھی۔ اور حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر بھی جب عذاب آنے لگا اور انہوں نے اس کا مشاہدہ کیا، تو انہیں اپنے مرنے پر یقین آیا۔ لیکن اس کے باوجود وہ لوگ نہ صرف مکلّف رہے؛ بلکہ ان پر ذمہ داری بڑھ گئی۔ [تفسیر القرطبی مع الزیادۃ والتصرف]

فائدہ نمبر ۷: آیت مبارکہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا ضروری ہے۔ اور مذکورہ قصے کی حکمتِ الٰہیہ بھی شکر کی بجا آوری ہے۔ [تفسیر ابن العثیمین]

اقوال زریں

❁ انسان کی تکمیل تین چیزوں سے ہوتی ہے: خوف، امید اور محبت

''خوفِ الٰہی'' گناہ سے بچاتا ہے۔ ''امید'' اطاعت پر آمادہ کرتی ہے۔ اور ''محبت'' میں محبوب کی رضا کو دیکھنا پڑتا ہے۔

❁ ''علم'' ایک بیکراں سمندر کی مانند ہے۔ اور طالبِ علم اسی سمندر میں غوطہ زن رہتا ہے۔ مخلص طالب علم اگر ہزاروں سال بھی زندہ رہے تب بھی اس کا علم سے جی نہ بھرے گا۔

❁ ہر روز اپنا منہ آئینہ میں دیکھا کرو اور دعا مانگا کرو: ''اَللّٰھُمَّ کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِيْ فَحَسِّنْ خُلُقِيْ'' پھر اگر شکل وصورت بہت اچھی نہ لگے تو برے کام نہ کرو، تاکہ دو برائیاں جمع نہ ہوں۔ اور اگر صورت اچھی ہو، تو اسے برا کام کر کے خراب نہ کرو۔

❁ اسلاف کو بھول جانے والا اس چشمے کی طرح ہے جس کا کوئی دہانہ نہ ہو، اور اس درخت کی مانند ہے جس کی کوئی جڑ نہ ہو۔

❁ اچھی کتاب دماغ کے لیے اتنی ضروری ہے جتنی جسم کے لیے غذا۔

❁ بزدلی اصل میں یہ ہے کہ حق کے لیے آواز نہ اٹھائیں۔ مرسلہ: سعید بلغاری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درس حدیث قسط:6 عبدالوہاب خان

رحمة للعالمین ﷺ کی شفقت

آخرت میں رحمة للعالمین ﷺ کی شفقت کا پانچواں مظاہرہ: پل صراط پر شفاعت

عن أبي سعيد الخدري ؓ أن ناساً قالوا يا رسول الله ﷺ! هل نرىٰ ربَّنا يومَ القيامة؟ قال رسولُ اللهِ ﷺ: '' نعم'' قالَ'' هلْ تضارونَ في رؤيةِ الشمسِ صحوًا بالظهيرةِ ليسَ معَها سحابٌ؟ وهل تضارونَ في رؤيةِ القمرِ ليلةَ البدرِ صحوًا ليسَ فيها سحابٌ ؟! قالوا: لا، يا رسولَ اللهِ ! قال:''مَا تضارونَ في رؤيةِ اللّٰهِ تبارکَ وتعالىٰ يومَ القيامةِ إلا كما تضارونَ في رؤيةِ أحدِهما.

إذا كانَ يومُ القيامةِ أذنَ مؤذنٌ ''ليتبعْ كلُّ أمةٍ ما كانتْ تعبدُ.'' فلا يبقىٰ أحدٌ كانَ يعبدُ غيرَ اللهِ سبحانه مِن الأصنامِ والأنصابِ إلا يتساقطونَ فِي النارِ، حتىٰ إذا لم يبقَ إلا مَن كانَ يعبدُ اللهَ مِن برّ وفاجرٍ وغبرِ أهلِ الكتابِ فيدعىٰ اليهودُ فيقالُ لهم ''ماكنتم تعبدونَ؟'' قالوا: كنا نعبدُ عزيرَ ابنَ اللهِ. فيقال''كذبتم، ما اتخذَ اللهُ مِن صاحبةٍ ولا ولدٍ، فما ذا تبغونَ؟'' قالوا: عطشْنا يا ربَّنا فاسقِنا، فيُشارُ إليهم: ألا تردونَ ؟! فيُحشرونَ إلى النارِ كأنَّها سرابٌ يحطمُ بعضُها بعضاً، فيتساقطونَ في النارِ. ثم يُدعى النصارىٰ فيقال لهم''ما كنتم تعبدونَ؟'' قالوا: كنا نعبدُ المسيحَ ابنَ اللهِ. فيقالُ لهم ''كذبتم، ما اتخذ اللهُ مِن صاحبةٍ ولا ولدٍ.'' فيقال لهم ''ما ذا تبغونَ؟'' فيقولونَ: عطِشنا يا ربَّنا فاسقِنا. قال ﷺ ''فيشارُ إليهم: ألا تردونَ؟'' فيُحشرونَ إلى النارِ كأنها سرابٌ يحطمُ بعضُها بعضاً، فيتساقطونَ في النارِ. حتى إذا لم يبقَ إلا مَن كان يعبدُ اللهَ تعالىٰ مِن برّ وفاجرٍ أتاهم ربُّ العالمينَ سبحانه وتعالىٰ في أدنىٰ صورةٍ مِن التي رأوه فيها. قال ''فما تنظرون؟ تتبع كلُّ أمةٍ ماكانت تعبدُ.''. قالوا: يا ربَّنا فارقْنا الناسَ في الدنيا أفقرَ ما كنا إليهم ولم نصاحبْهم. فيقول ''أنا ربكم.'' فيقولونَ: نعوذُ باللهِ منك، لا نشركُ باللهِ شيئًا- مرتينِ أو ثلاثًا- حتى إنّ بعضَهم ليكادُ أن ينقلبَ، فيقول ''هل بينَكمُ وبينَه آيةٌ فتعرفونَه بها؟'' فيقولون: نعم. فيُكشفُ عن ساقٍ، فلا يبقى مَن كان يسجدُ للهِ مِن تلقاءِ نفسِه إلا أذنَ اللهُ له بالسجودِ، ولا يبقى مَن كان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يسجدُ اتقاءً ورياءً إلا جعلَ اللهُ ظهرَه طبقةً واحدةً، كلّما أرادَ أن يسجدَ خرَّ على قفاهُ .ثم يرفعونَ رؤوسَهم وقد تحولَ في صورتِه التي رأوه أولَ مرةٍ، فقالَ "أنا ربُّكم" فيقولونَ: أنتَ ربُّنا. ثم يُضربُ الجسرُ على جهنمَ، وتحلُّ الشفاعةُ، ويقولون "اللّٰهم سلمْ سلمْ." قيل: يا رسولَ اللهِ وما الجسرُ؟ قال:" دحضٌ مزلةٌ فيه خطاطيفُ وكلاليبُ وحسكٌ – تكون بنجدٍ فيها شويكةٌ يقالُ لها سَعْدَانُ – فيَمرُّ المؤمنونَ كطرفِ العينِ وكالبرقِ وكالريحِ وكالطيرِ وكأجاويدِ الخيلِ والركابِ، فناجٍ مسلمٌ ومخدوشٌ مرسَلٌ ومكدوسٌ في نارِ جهنمَ...... ﴾ [مسلم الإيمان ۳/۲۵-۲۹ ح ۳۰۲]

"بعض صحابہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: کیا ہم قیامت کے دن اللہ پاک کا دیدار کر سکیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم بغیر بادل کے صاف موسم میں دوپہر کے وقت سورج کو دیکھنے میں ایک دوسرے کے لیے رکاوٹ بن جاتے ہو؟ کیا تم لوگ صاف موسم میں چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں ایک دوسرے کو ضرر دے سکتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا:" آپ لوگ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں اتنی تکلیف محسوس نہ کریں گے، مگر جتنی ان دونوں کو دیکھنے میں ہوتی ہے۔

جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا "ہر شخص اُس کے پیچھے لگ جائے جس کی وہ عبادت کرتا تھا۔" تو اللہ کے سوا بتوں اور خود ساختہ مقدسات کی عبادت کرنے والے سب دوزخ میں جا پڑیں گے؛ حتیٰ کہ جب صرف اللہ پاک کی عبادت کرنے والے باقی رہیں گے، خواہ نیک ہوں یا بد، اور باقی ماندہ اہل کتاب۔ ان میں سے یہودیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا "تم کس کی عبادت کرتے تھے؟" وہ کہیں گے: ہم اللہ کے بیٹے عزیر علیہ السلام کی عبات کرتے تھے۔ تو انہیں کہا جائے گا:" تم نے جھوٹ بولا: اللہ پاک کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو؟" وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں پیاس لگ رہی ہے، ہمیں پانی پلا! تب انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ کیوں نہ پانی کے لیے چلے جائیں! پھر انہیں اکٹھا کر کے دوزخ کی جانب لے جایا جائے گا کہ جیسے کہ وہ سراب ہے، جبکہ (دراصل وہ عذاب کے مارے) ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہوں گے، تب وہ آگ میں گر جائیں گے۔ پھر نصرانیوں کو بلایا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا "تم کس چیز کی عبادت کرتے تھے؟" وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ ان سے کہا جائے گا" تم نے غلط کہا، اللہ پاک کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے۔" پھر ان سے کہا جائے گا" تم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کیا خواہش رکھتے ہو؟'' وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمیں پیاس لگی ہے، لہٰذا ہمیں پانی پلا! آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی طرف اشارہ کیا جائے گا کہ پانی کی طرف چلو! پھر انہیں جہنم کی طرف جمع کیا جائے گا، جیسے کہ وہ سراب ہو، درحقیقت وہ (تکلیف کے مارے) ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہوں گے۔ پھر وہ آگ میں گر جائیں گے۔

اب صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے باقی رہ جائیں گے، خواہ نیک ہوں یا بد۔ رب العالمین ان کے پاس تشریف لائے گا جو ہر عیب سے پاک اور بلند و بالا ہے۔ پہلی بار محشر میں دیکھی ہوئی صورت سے مختلف نظر آئے گا اللہ پاک فرمائے گا ''تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟ ہر امت اپنے اپنے معبود کے پیچھے چل پڑی ہے؟!'' وہ عرض کریں گے: اے ہمارے رب! ہم دنیا میں ان لوگوں سے الگ تھلگ رہے ہیں، جبکہ ہم ان کے زیادہ محتاج تھے، پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا ہے۔ حتیٰ کہ بعض افراد (درستی سے) پلٹ جانے کے قریب ہوں گے۔

پھر اللہ فرمائے گا ''کیا تمہارے اور اس ذات کے درمیان پہچان کی کوئی علامت ہے، جس سے تم اسے پہچان سکیں؟'' وہ کہیں گے: ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی مبارک پنڈلی کھول دے گا، تو ہر وہ شخص جو خالص اللہ کے لیے سجدہ کیا کرتا تھا' اسے اللہ تعالیٰ سجدہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے گا۔ اور جو کوئی تقیہ یا دکھلاوے کے لیے سجدہ کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اس کی پیٹھ ایک ہی ہڈی کی طرح (ٹھوس، بے لچک) کر دے گا، جیسے ہی سجدہ کرنا چاہے گا' گدی کے بل گر پڑے گا۔ پھر اہل ایمان سجدے سے سر اٹھائیں گے، اللہ تعالیٰ پہلی بار دیکھی ہوئی شکل میں نظر آئے گا، ارشاد فرمائے گا: ''میں تمہارا رب ہوں۔'' وہ عرض کریں گے: واقعی تو ہمارا رب ہے۔

پھر جہنم کے اوپر پل رکھ دیا جائے گا اور شفاعت کا موقع آئے گا۔ اور شفاعت کرنے والے دعا مانگیں گے: ''اے میرے اللہ! (امت کو) سلامتی عطا کر، سلامتی عطا کر۔''

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا: یہ پل کیسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پھسلن والا، لچک دار، اس میں اچکنے والے ہُک (آنکڑے) اور سعدانی کانٹے ہوں گے۔ جیسے نجد میں ہوتے ہیں، ان میں چھوٹے چھوٹے کانٹے ہوتے ہیں جسے سعدان کہتے ہیں۔ اب مؤمن (اپنے اپنے عمل وتقویٰ کے حساب سے) پلک جھپکنے میں، بجلی چمکنے کی مانند، آندھی کی طرح، پرندے کی طرح، عمدہ تیز رو گھوڑوں اور اونٹوں کی طرح پل صراط پار فرمائیں گے۔ پھر کچھ لوگ (چل کر) سلامتی کے ساتھ نجات پانے والے ہوں گے اور کچھ' زخموں سے چور ہو کر بمشکل نجات پائیں گے اور کچھ کو جہنم میں ایک دوسرے کے اوپر پھینک دیا جائے گا......''

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تشریح :

دنیا میں دیدارِ الٰہی: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیامت کے دن دیدارِ الٰہی کے بارے میں سوال کیا، کیونکہ انہیں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ عقیدہ سکھلایا تھا کہ اس دنیا میں کوئی اللہ کا دیدار نہیں کرسکتا۔ جیسے کہ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ [الأعراف ۱۴۳]، ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ﴾ [الأنعام ۱۰۳] اور ارشادِ نبوی ہے: "تَعَلَّمُوْا أَنَّهُ لَنْ يَرىٰ أَحَدٌ مِنكم ربَّه عزَّوجلَّ حتىٰ يموتَ" [صحيح مسلم، الفتن ذكر ابن صياد عن بعض الأصحاب ۱۸/ ۵۵-۵۶ سنن ابن ماجه، الفتن، باب ۲۳ ح۴۰۷۷ عن أبي أمامة رضي الله عنه]

آخرت میں دیدارِ الٰہی: رسول اللہ ﷺ نے صریح ترین الفاظ میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی وضاحت فرمائی۔ اس مسئلے پر تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے، حتیٰ کہ اشعری اور ماتریدی مذہب والے اللہ کے لیے جہت کا انکار کرنے کے باوجود اس عقیدے کے قائل ہیں۔ جہمیہ اور معتزلہ فرقے اس کا انکار کرتے ہیں؛ اور واقعی ایسے باطل پرست اللہ پاک کا دیدار کرنے کے اہل ہی نہیں۔

اللہ پاک کے ساتھ کوئی تشبیہ نہیں ہے: رسول اللہ ﷺ نے صاف موسم میں دن کو سورج اور چودھویں رات کو چاند دیکھنے میں سہولت اور وضاحت کا تذکرہ فرمایا۔ اس سے کوئی یہ سمجھنے کی حماقت نہ کرے کہ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو سورج یا چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ [الشوریٰ ۱۱] "اس کی طرح کوئی بھی چیز نہیں۔"

اس حدیث شریف میں یا کسی اور نص شرعی میں اللہ تعالیٰ کو سورج یا چاند سے تشبیہ نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ آپ ﷺ نے ہماری آنکھوں سے ان دونوں مخلوقات کو سہولت کے ساتھ ہر جگہ سے یکساں اور واضح **دیکھنے کے عمل** کی روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کو **دیکھنے کے عمل** سے تشبیہ دی ہے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے ایک کے بجائے دو چیزوں کو **دیکھنے کی** مثالیں دیں۔

ہر عابد اپنے معبود کے پیچھے چلے گا: مخلوق پرستوں کو میدانِ محشر سے سیدھے دوزخ میں گرانے کے لیے ان کے باطل معبودوں کو آگے بھیجا جائے گا۔ ان میں بت، سورج، چاند، ستارہ اور مخصوص مقاماتِ عبادت (الأنصاب) شامل ہیں۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ ○ لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ؕ وَكُلٌّ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○﴾ [الأنبياء ۹۸-۹۹] "اللہ کے سوا جن چیزوں کی تم عبادت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرتے تھے سب جہنم کا ایندھن ہوں گے، تم سب وہیں جانے والے ہو۔ اگر یہ معبود برحق ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے، اور سب اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔"

ظاہر ہے کہ ان مخلوقات، مورتیں، مقامات اور قبروں کا کوئی قصور نہیں؛ لیکن ان کے پجاریوں کو ذلیل اور ناامید کرنے کے لیے انہیں بھی ان پجاریوں کے ساتھ دوزخ کا ایندھن بنایا جائے گا۔" [تفسير مجمع الملك ص ۹۰۶]

اشکال اور اس کا ازالہ: شرک و بدعت کے دلدل میں پھنسے ہوئے باطل پرست عموماً اللہ پاک کے نیک بندوں کو حاجت روا، مشکل کشا جیسے اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات کا حامل سمجھ کر پکارتے ہیں۔ اب کیا ان نیکوکار فرزندانِ توحید کو بھی مشرکین کے ساتھ.....؟! قرآن و حدیث میں اس وہم کا بطلان واضح کر دیا گیا ہے۔

ارشادِ الٰہی ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُم مِّنَّا الْحُسْنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ○ لَا يَسْمَعُونَ حَسِيسَهَا وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنفُسُهُمْ خَالِدُونَ ○ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ○﴾ [سورة الأنبياء ۱۰۱-۱۰۳] "یقیناً وہ (اولیائے الٰہی) جن کے لیے ہماری طرف سے نیکی پہلے ہی ثابت ہو چکی ہے، اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔ وہ تو اس کی بھنک بھی نہ سن پائیں گے اور اپنی پسندیدہ چیزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ انہیں تو بڑی گھبراہٹ کا دن (روز قیامت) بھی غمگین نہ کر سکے گا۔ اور فرشتے ان کا استقبال کرتے ہوئے عرض کریں گے: یہ وہی دن ہے جس کا آپ لوگوں سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے۔"

زیر درس حدیث شریف میں بھی اس کی وضاحت ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابن اللہ، حاجت روا، مشکل کشا سمجھ کر مدد کے لیے پکارنے والوں کے دعویٰ پر کہا جائے گا کہ تمہارا ان کو اللہ کا بیٹا کہنا سراسر جھوٹ ہے۔ پھر ان کے پجاریوں کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔

(پانی کے لیے) گھاٹ پر چلنے کا اشارہ: شرک و بدعت کے مرتکب یہود و نصاریٰ جو اپنے خود ساختہ عقائد اور تقلیدی مذاہب پر ڈٹے رہے، اور بلا تعصب کتاب و حکمت پر عمل کرنے والوں کا مذاق اڑاتے رہے۔ اس جرم کی جزا اسی جرم کی جنس سے دیتے ہوئے انہیں جہنم سراب کی شکل میں دکھاتے ہوئے چلنے کا اشارہ کیا جائے گا اور وہ پیاس کے مارے اس میں کود پڑیں گے۔ یعنی: ﴿وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ○﴾ [الأنفال ۳۰]

ایک روایت میں ہے کہ اس موقع پر "فيتمثل لصاحبِ التصاويرِ تصاويرُه" بزرگانِ دین کی تصویریں پوجنے والوں کے لیے ان کی تصاویر کو جسمانی شکل دے کر ان کے آگے دوزخ میں بھیجا جائے گا۔ [الترمذی و صححه

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الألبانی فی صحیح الترمذی ح:۲۵۵۷، صحیح الجامع الصغیر ح:۸۰۲]

امام ابن العربیؒ نے کہا: یہ تمثیل (شکل میں ڈھالنا) ان مشرکوں کے لیے معاملہ مشتبہ کرنے کی خاطر ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ تمثیل صرف ان کی ہو، جو عذاب کے مستحق نہیں۔ اور جو اس عذاب کے حقدار ہیں، وہ بذاتِ خود اپنے پجاریوں کے آگے آگے دوزخ میں جا پڑیں گے۔ ﴿اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ [فتح الباری ۱۱/۴۵۷]

اللہ تعالیٰ ایسی شکل میں نظر آئے گا، جسے وہ پہچان نہ سکیں گے: حدیث ابی سعید رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے: "فی صورةٍ غیرِ صورتِه التِی رأوہُ فیھا أولَ مرةٍ" [البخاری التوحید باب قوله ﴿وجوہ یومئذ ناضرة﴾] "ایسی شکل میں جو پہلے دیکھی ہوئی صورت سے مختلف ہوگی۔"

وہ پہلی صورت کیا ہے؟ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ○ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَّقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ ○﴾ [القلم ۴۱-۴۲] "جس دن پنڈلی شریف سے (نورانی) پردہ اٹھایا جائے گا اور ان لوگوں کو سجدہ کرنے کی دعوت دی جائے گی، تو وہ سجدہ نہیں کر سکیں گے۔ ان کی آنکھوں پر وحشت طاری ہوگی اور ان پر ذلت چھا رہی ہوگی۔ اور یہی لوگ یقیناً (دنیاوی زندگی میں) سجدوں کی طرف بلائے جاتے تھے، جبکہ وہ تندرست و توانا تھے۔"

ابراہیم التیمیؒ اور سعید بن جبیرؒ کا بیان ہے کہ دنیا میں سجدے کی دعوت سے مراد اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہ کر نماز باجماعت کے لیے بلایا جانا ہے۔ [تفسیر القرآن العظیم ، تفسیر فتح القدیر]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا: "يَكشفُ رَبُّنا عن ساقِه فيسجدُ له كلُّ مؤمنٍ ومؤمنةٍ ويبقىٰ مَن كانَ يسجدُ في الدنيَا رياءً وسمعةً فيذهبُ ليسجدَ فيعودُ ظهرُه طبقاً واحدًا." [البخاری کتاب التفسیر ﴿یوم یکشف عن ساق﴾]

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ﴾ "يعني عن نورٍ عظيمٍ يخرونَ له سجداً." [تفسیر الطبری ۲۳/۵۵۹ ط: احمد شاکر، ۲۳/۱۹۵ ط: دار هجر، مسند أبی یعلی باب: **یوم یکشف عن ساق**، وفيه راوٍ مبهمٌ، تفسیر القرآن العظیم ۴/ ۵۲۴]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام شوکانی ؒ نے اس آیت کی تفسیر میں کئی اقوال ذکر کیے ہیں:

{1} ﴿يَوْمَ يُكْشَفُ﴾ یہ ﴿فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَآئِهِمْ﴾ کا ظرف ہے۔ یعنی وہ اپنے شریکوں کو قیامت کے دن (نجات دلانے کے لیے لاسکیں تو) لے آئیں! {2} (يوم) ایک فعل مقدر کا ظرف ہے۔ یعنی وہ اس دن کو (یاد کریں) جب معاملہ شدید ہوگا۔ کیونکہ ''كشف عن ساقٍ'' لغت میں کسی معاملے کے سنگین اور خطرناک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ {3} ''ساقُ الشيئ'': اصل اور ستون کو کہتے ہیں، جیسے ساقُ الشجرةِ: درخت کا تنا۔ اس طرح ساقُ الإنسان (انسان کی پنڈلی) سے مراد پوشیدہ حقائق کا ظاہر ہونا ہے۔ {4} كشفُ الساقِ سے مراد قربت ہے، یعنی قریب لائے جائیں گے۔ {5} ساق جهنم یعنی دوزخ کی پنڈلی مراد ہے۔ {6} اللہ پاک اپنے نور کا اظہار فرمائے گا۔

امام شوکانی ؒ نے کہا کہ بحث کے آخر میں حق بات سامنے آئے گی۔ [فتح القدير ٥/ ٢٧٥]

پھر آخر میں زیر درس حدیث کا متعلقہ حصہ لاکر اس کی صحت پر زور دیا۔ اور اس کی تائید میں یہ روایات لائے:

{1} ابن مندہؒ نے ابو ہریرہ ؓ سے روایت کی ہے: ''يكشِفُ اللهُ عزوجل عن ساقِه.''

{2} عبدالرزاقؒ، عبد بن حمیدؒ اور ابن مندہؒ نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت کی ہے: ''يَكشفُ عن ساقِه تبارك وتعالى.'' ایک اور روایت میں ہے: ''يَكشِف عن ساقِه فيسجدُ كلُّ مؤمنٍ ويقسُو ظهرُ الكافرِ فيصيرُ عظمًا واحدًا.'' ''اللہ پاک کی پنڈلی شریف ظاہر ہوگی تو ہر مؤمن سجدہ کرے گا۔ اور کافر کی پیٹھ ایک ہی ہڈی کی طرح سخت ہو جائے گی۔''

{3} ابو یعلیٰؒ، ابن جریرؒ، ابن المنذرؒ، ابن مردویہؒ اور بیہقیؒ نے الاسماء والصفات میں اور ابن عساکرؒ نے ابو موسیٰ اشعری ؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے: ''عن نورٍ عظيمٍ فيخرون له سجدا.'' بیہقیؒ نے روایت کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے؛ لیکن صحیح وصریح احادیث نبویہ سے یہی مفہوم ثابت ہے۔

آخر میں امام شوکانیؒ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ پاک نے ہمیں اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ سے ثابت (متفق علیہ) حدیث کے ذریعے بے محتاج کردیا ہے۔ وذلك لا يستلزمُ تجسيمًا ولا تشبيهًا، فليسَ كمثلِه شيئٌ. ''اور یہ حدیث اللہ پاک کے لیے جسم کو لازم کرتی ہے نہ تشبیہ کو، کیونکہ اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔''

دَعُوا كلَّ قولٍ عندَ قولِ محمدٍ فمَا آمنٌ في دينِه كمُخاطِرِ

''قول محمد ﷺ کے مقابلے میں ہر قول کو چھوڑ دو، پس اپنے دین میں اس ﷺ پر ایمان لانے والا (باطل)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خیالات میں کھوئے رہنے والے کی طرح نہیں ہے۔"

ابن المنذر نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ﴿وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ﴾ کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ یہ کفار ہیں، جنہیں دنیا میں پرامن حالت میں دعوت دی گئی، اور آج خوف کے عالم میں دعوت دی جارہی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں آپ ﷺ سے روایت کی ہے: "آدمی اذان سنتا ہے اور نماز کی دعوت قبول نہیں کرتا" (یعنی نماز باجماعت ادا نہیں کرتا)۔[فتح الباری ٥/٢٧٧-٢٧٨]

امام شوکانی نے اس مقام پر متفق علیہ حدیث کی روشنی میں عقیدہ اہل سنت والجماعت کو ترجیح دی ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء ورنہ آپ ایسے اکثر مواقع پر تقریباً اشعری مذہب کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں۔

"تجسیم" وغیرہ کے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے "جسم" کتابِ الٰہی وسنت نبویہ سے ثابت نہ ہونے کی وجہ سے تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ اسماء وصفاتِ الٰہی توقیفی ہیں، ان میں قیاس کرنا حرام ہے۔ اسی لیے نصوصِ قرآن وحدیث کی رو سے ثابت شدہ "وجود" تسلیم کرتے ہیں، جو اس ذات عالی کے شایانِ شان اور جلال وعظمت کے لائق وزیبا ہے، اور مخلوقات کی مشابہت سے اور ہر نقص وعیب سے بالکل پاک ہے۔

نور کا عطا ہونا: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: "فينطلقُ بهم ويتبعونه ويُعطي كلَّ إنسانٍ منهم منافقٍ أو مؤمنٍ نورًا ثم يتبعونه" اللہ پاک اپنی عبادت کرنے والوں کو لے جائے گا اور وہ اس کے حکم پر چلیں گے اور ان میں سے ہر انسان کو نور عطا کیا جائے گا منافق اور مؤمن سب کو۔ "وعلىٰ جسرِ جهنمَ كلاليبُ وحسكٌ تأخذُ مَن شاءَ اللهُ، ثم يُطفأ نورُ المنافقينَ ثم ينجو المؤمنونَ." اور جہنم کے پل صراط پر ہک اور کانٹے نصب شدہ ہیں، جو مشیت الٰہی کے مطابق گناہگاروں کو گرفتار کرلیں گے، پھر منافقوں کا نور بجھا دیا جائے گا اور مؤمن لوگ نجات پائیں گے۔" [مسلم، الایمان ٣/٤٨ ح٣١٦ باب آخر أهل النار خروجا]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اللہ بابرکت وبلند ذات لوگوں کو اکٹھا فرمائے گا، تب ایماندار لوگ کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ جنت ان کے نزدیک کردی جائی گی۔ (دخول جنت کی آرزو میں طلب شفاعت کے لیے) حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر عرض کریں گے: اے والد بزرگوار! ہمارے لیے جنت کھلوایئے۔ آپ کہیں گے: کیا تمہیں جنت سے نکال دینے کا سبب

© rasailojaraid.com